فلاحی ریاست ہی مستحکم پاکستان کی بنیاد ہے
سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

مفتی فیروز الدین ہزاروی

مشیر وزیر اعلیٰ سندھ

لا الہ الا اللہ کی بناء پر معرض وجود میں آنے والی پہلی اسلامی ریاست کے بانی محمد رسول اللہ کا یہ فقید المثال کارنامہ ہے کہ اس کلمہ کی روح اذہان اور قلوب میں راسخ کرتے ہوئے جس ریاست کی بنیاد رکھی اس کے اقتدار اعلیٰ کا سرچشمہ رب کائنات کو تسلیم کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے پورے اعتماد سے اعلان کر دیا تھا کہ:

اس کلمے کو تسلیم کرلو تو عرب وعجم تمہارے زیر نگیں آ جائیں گے۔

عربوں نے اس کلمہ کے مفہوم کو پوری طرح سمجھتے ہوئے شعوری طور پر یہ عمل حرز جاں بنالیا تھا، سید قطب شہید نے عربوں کی اس شعوری کیفیت کے بارے میں لکھا ہے۔ ''عرب اپنی زبان دانی کی بدولت ''الہ'' اور ''لا الہ الا اللہ'' کا مدعا خوب جانتے تھے۔ انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ الوہیت کو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص کر دینے کے صاف معنی یہ ہیں کہ اقتدار پورے کا پورا کاہنوں، پروہتوں، قبائل کے سرداروں اور امراء وحکام کے ہاتھوں سے چھین کر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا دیا جائے۔ ضمیر وقلب پر مذہبی شعائر ومناسک پر زندگی پر، مال ودولت اور عدل وقضا پر، الغرض ارواح واجسام پر صرف اللہ کا اقتدار ہو۔''(۱)

جناب نعیم صدیقی اس بارے میں رقم طراز ہیں:

اس کلمہ کا کہنے والا گویا یہ اعلان کرتا تھا کہ خدا کے سوا کسی کی عظمت مجھے تسلیم نہیں۔(۲)

پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد کے طور پر مسجد نبوی ﷺ تعمیر کی گئی، اس مسجد سے منسلک ہی آپ ﷺ نے اپنی رہائش بھی بنوائی۔ بخاری شریف کے مطابق آپ ﷺ نے مسجد کے متصل چند مکانات بھی تعمیر کئے۔ جس کی دیواریں کچی اینٹ کی تھیں اور چھتیں کھجور کے تنوں کی کڑیاں

دے کر کھجور کی شاخ اور پتوں سے بنائی گئی تھی۔ یہی آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کے حجرے تھے۔ ان حجروں کی تعمیر مکمل ہو جانے کے بعد آپ ﷺ حضرت ایوب انصاریؓ کے مکان سے یہیں منتقل ہو گئے۔ (۳)

مسجد نبوی ﷺ اور حجرات دونوں سے رہتی دنیا تک یہ سبق موجود ہے کہ وہی معاشرہ مستحکم ہوسکتا ہے اور وہی ریاست مضبوط ہوسکتی ہے جس کے مرکز میں اقامت صلوٰۃ کا اہتمام کیا گیا ہو اور اس مرکز سے سب سے گہرا تعلق اس ریاست کے سربراہ کا ہو اور یہ کہ اس کی رہائش گاہ انتہائی سادہ ہونی چاہئے۔ مسجد نبوی ﷺ کی حیثیت کے بارے میں مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری لکھتے ہیں:

> مسجد محض ادائے نماز ہی کے لئے نہ تھی بلکہ یہ ایک یونیورسٹی تھی جس میں مسلمان اسلامی تعلیمات و ہدایت کا درس حاصل کرتے تھے، اور ایک محفل تھی جس میں مدتوں جاہلی کشاکش و نفرت اور باہمی لڑائیوں سے دوچار رہنے والے قبائل کے افراد اب میل محبت سے مل جل کر رہ رہے تھے۔ نیز یہ ایک مرکز تھا، جہاں سے اس ننھی سی ریاست کا سارا نظام چلایا جاتا تھا، اور مختلف قسم کی مہمیں بھیجی جاتی تھیں۔ علاوہ ازیں اس کی حیثیت ایک پارلیمنٹ کی بھی تھی۔ جس میں مجلس شوریٰ اور مجلس انتظامیہ کے اجلاس منعقد ہوا کرتے تھے۔ (۴)

اگر ہم متمنی ہیں کہ مملکت خداداد پاکستان میں استحکام ہو تو اپنی مساجد کو مسجد نبوی کے نمونے پر رکھنا ہوگا۔ ہر مسجد اپنے سے ملحقہ آبادی کے لئے وہی کردار ادا کرے جو مسجد نبوی کرتی تھی۔ اس کے وظائف مسجد نبوی ﷺ کے مطابق ہونے چاہئیں۔ اسی طرح یہ مساجد کردار سازی، امن و آشتی اور علم و آگہی کے مراکز بن جائیں گے۔ اس کے ساتھ ہی اس امر کا بھی اہتمام کرنے کی ضرورت ہے کہ افراد ملت میں یہ احساسات بھی اجاگر کئے جاتے رہیں کہ انسان کی شخصیت شناخت فلک بوس کوٹھیاں نہیں ہونی چاہئیں بلکہ ممکنہ حد تک سادہ رہائش سے

بیشمار روحانی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں اور ان قباحتوں سے بچا جا سکتا ہے، جو بڑے مکانات میں موجود ہوتی ہیں۔ عظمت کی علامت مکان نہیں بلکہ کردار ہے۔ مسجد نبوی کے ساتھ حجروں کا نمونہ پیش نظر رکھنے سے از خود معاشرتی نظم اور معاشی مساوات ہو سکتی ہے۔ اگر پاکستان میں اس نوعیت کی حکمت عملی اختیار کی جائے تو استحکام کے لئے راہ ہموار ہو سکتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے جو آئین حیات انسانیت کے سامنے پیش کیا اس میں خوف وغم سے نجات کی ضمانت دی گئی ہے، لقولہ تعالیٰ

فاما یاتینیکم منی هدی فمن تبع هدای فلا خوف علیهم ولاهم یحزنون-(۵)

اس ہدایت کی نتیجہ خیزی کے بارے میں لکھتے ہیں:

اس ہدایت کا خاصہ یہ ہے کہ وہ اس مقصد تک پہنچانے کی کفیل ہے جس کی نشاندہی کی گئی ہے۔(۶)

پاکستان کے استحکام کا راز اس میں مضمر ہے کہ اس ہدایت پر عمل پیرا ہوا جائے جو سیرت طیبہ نے انسانیت کو عطا کی ہے۔

میثاق مدینہ کے ذریعے آنحضرت ﷺ نے جاہلی اور قبائلی آویزش کا سد باب کر دیا۔ مولانا صفی الرحمٰن نے اسلامی تعاون کے اس معاہدہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

حکمت بالغہ اور دوراندیشی سے رسول اللہ ﷺ نے ایک نئے معاشرے کی بنیادیں استوار کیں۔ لیکن معاشرے کا ظاہری رخ درحقیقت ان معنوی کمالات کا پرتو تھا جس سے نبی ﷺ کی صحبت وہم نشینی کی بدولت یہ بزرگ ہستیاں بہرہ ور ہو چکی تھیں۔ نبی کریم ﷺ ان کی تعلیم و تربیت، تزکیہ نفس اور مکارم اخلاق کی تربیت میں مسلسل کوشاں رہتے تھے اور انہیں محبت و بھائی چارگی، مجد و شرف اور اطاعت کے آداب سکھاتے اور بتاتے رہتے تھے۔(۷)

مصلحین، مخلص حکمران (اگر اتفاق سے برسر اقتدار آ جائیں) رسول پاک ﷺ کی اس حکمت عملی کو سامنے رکھ کر معاشرے کے مختلف طبقات میں صلح صفائی اور اسلامی تعاون کا ماحول پیدا کریں تو پاکستان میں فسادات کا سدباب ہوسکتا ہے، جس کے نتیجہ میں حقیقی استحکام پیدا ہوسکتا ہے۔

اسلامی ریاست کا نظم ونسق چلانے والی سول سروس کی اصلاح کے لئے سیرت طیبہ کو سامنے رکھا جائے تو اس ملک میں استحکام ہوسکتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ اور خلفائے راشدینؓ کے عہد میں سول سروس کا ملازم بہت باصلاحیت اور دیانتدار تھا۔ شاہ بلیغ الدین نے بہت اچھا لکھا ہے:

> اللہ کے رسول ﷺ نے اور حضرت عمرؓ جیسے عظیم ماہر نظم ونسق نے سول سروس کے انتخاب کے اصول اور ضابطے مقرر کئے۔ انہوں نے سب سے زیادہ اہمیت قرآن کریم سے واقفیت اور امانت و دیانت کو دی۔ اگر ہم نے اپنی سول سروس اور فوج میں اسلامی ذہن پیدا کردیا تو ہمارے مسائل کا رخ ہی بدل جائے گا۔ (۸)

فلاحی اقدامات: شاہ صاحب خلافت علی منہاج النبوۃ کا خاکہ پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> اسلامی فلاحی مملکت کے فرائض عوام کی دیکھ بھال کے سلسلے میں بہت زیادہ ہیں مثلاً جوان لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیاں کرادینا بھی اس کی ذمہ داری ہے۔ (۹)

آگے چل کر آپ لکھتے ہیں:

> شریعت نے ایسی فلاحی ریاست کا تصور دیا ہے جس میں محروم افراد کی کفالت مملکت کے ذمہ ہے۔ (۱۹)

سیرت پاک ﷺ کو پیش نظر رکھ کر پاکستان کی تعمیر نو کی جائے تو یہ مستحکم اور مضبوط ریاست بن سکتی ہے۔

جناب کرامت علی رقم طراز ہیں:

شاعروں اور دینی حلقوں کے علاوہ مسلمانوں کے مختلف طبقوں اور گروہوں میں غیر ملکی غاصبانہ قبضہ کے خلاف جذبات میں شدت آ گئی تھی۔(۱۱)

آگے لکھتے ہیں:

مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق یہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو باہم برابر تسلیم کرے۔ مساوات، بھائی چارہ اخوت مسلمان معاشرہ میں مرکزی اہمیت رکھتے ہیں، دستور ساز اسمبلی میں قائداعظم نے تقریباً وہی کچھ کہا جو حضرت محمد ﷺ نے آخری خطبہ میں فرمایا۔ بعض لوگوں کے نزدیک قائداعظم کا خطاب لفظ بہ لفظ میثاق مدینہ کا ترجمہ ہے۔(۱۲)

مسلمانان پاکستان مسائل کے گرداب میں پھنسے ہوئے ہیں، آج اس امر کی ضرورت ہے کہ انہیں تحریک پاکستان کی روح، اس کے لئے قربانیوں اور اہداف کے حوالے سے یاددہانی کروائی جائے کہ انہیں اپنے مسائل کا حل سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں حل کرنے کے لئے ازسرنو میدان عمل میں نکلنا چاہئے۔

آپ ﷺ کے غزوات امن وآشتی کے لئے کاوش تھی۔ چنانچہ نقوش رسول نمبر کا مقالہ نگار رقم طراز ہے:

یہ خصوصیت صرف غزوات نبوی ﷺ میں پائی جاتی ہے کہ یہ جنگ امن و امان قائم رکھنے کے لئے لڑی گئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کے ادوار میں مسلمان سپاہ کا برتاؤ مفتوح آبادیوں کے ساتھ مشفقانہ ومہربانہ رہا ہے۔ اگر یوں نہ ہوتا تو جس نظام حیات پر قائم رہنے کا مسلمان امت دعویٰ کرتی ہے اسی نظام حیات کے قوانین کی خلاف ورزی ہوتی۔(۱۳)

آج جبکہ یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ مسلمان دہشت گرد اور بنیاد پرست ہیں، دنیا بھر میں یہ تاثر عالمی ذرائع ابلاغ نے دیدیا ہے، اور طرف تماشہ یہ بھی ہے کہ دنیا کے مختلف خطوں میں مسلمانوں کی سرگرمیوں سے اس تاثر کو تقویت بھی ملتی رہتی ہے۔ آج اس کی اشد ضرورت ہے کہ غزوات نبوی ﷺ کی روح کو سمجھنے اور سمجھانے کی سعی کی جائے، اور اپنی عسکری سرگرمیوں کو لازماً ''فی سبیل اللہ'' کے تحت رکھا جائے۔ ہمیں اپنی افواج اور پوری قوم کو ''جہاد فی سبیل اللہ'' کا مفہوم سمجھانا چاہیے، اس کے لئے ہم کو تربیتی پروگرام چلانا چاہیے۔ جس کے نتیجے میں اندرون ملک امن وامان کی فضا پیدا ہوسکتی ہے اپنے اخلاق کے تحفظ اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے اگر عسکری حکمت عملی اختیار کرنی پڑے تو یقیناً ہمیں تائید ایزدی سے فتح وکامرانی حاصل ہوتی رہے گی۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ نقوش، رسول نمبر: محمد طفیل، ج ۴، ص ۱۳۰، ادارہ فروغ اردو لاہور، ص ۸-۹

۲۔ محسن انسانیت: نعیم صدیقی، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۲ء، ص ۳۱

۳۔ صحیح بخاری، ۱/۱۷، ۵۵۵، زادالمعارج ۲/ ص ۵۶/،

۴۔ اردو ڈائجسٹ رحمۃ للعالمین نمبر، ج ۲۹ ش ۵، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۸۴

۵۔ سورۂ بقرہ، آیت ۳۸، صفی الرحمٰن کی کتاب الرحیق المختوم سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۶۔ قرآن کریم اور مسلمانوں کے زندہ مسائل، ڈاکٹر برہان احمد فاروقی، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور ۱۹۸۹ء، ص ۲۷

۷۔ اردو ڈائجسٹ محولہ بالا، ص ۹۰

۸۔ تجلیات، شاہ بلیغ الدین، نیشنل طرشیلز ۵۰، اسٹاک ایکسچینج بلڈنگ کراچی، ۱۹۸۰ء، ص ۶۶

۹۔ ایضاً، ص ۱۷

۱۰۔ ایضاً، ص ۴۷

۱۱۔ محرکات تحریک پاکستان، کرامت علی خان، غالب پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۵ء، ص ۵۳

۱۲۔ ایضاً، ص ۳۸-۳۳۷

۱۳۔ ایضاً، ص ۳۲۷